

ابن تیمیہ کی نظر میں حضرت رسول اکرم (ص) اور دوسروں کی زیارت کرنا

<?xml encoding="UTF-8">

ابن تیمیہ نے اپنے فتووں میں کہا ہے کہ اگر قبور پر نماز اور دعا کی جائے تو یہ کام ائمہ مسلمین کے اجماع اور دین اسلام کے خلاف ہے اور اگر کوئی شخص یہ گمان کرے کہ مشاہد اور قبور پر نماز پڑھنا اور دعا کرنا مسجدوں سے افضل ہے تو ایسا شخص کافر ہے۔^۱

ابن تیمیہ مسجد النبی اور آنحضرت (ص) کی قبر کے بارے میں کہتا ہے کہ مسجد النبی اور آنحضرت کی قبر کی زیارت بذات خود ایک نیک اور مستحب عمل ہے اور اس طرح کے سفر میں نمازیں قصر پڑھی جائیں گی (یعنی اس کا یہ سفر، سفر معصیت نہیں ہے کہ اگر سفر معصیت ہو تو نماز پوری پڑھنا ضروری ہے) اور اس طرح کی زیارت (جو مسجد النبی کی زیارت کے ضمن میں ہو) بہترین اعمال میں سے ہے اور اسی طرح قبور کی زیارت کرنا مستحب ہے جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بقیع اور شہدائے اُحد کی زیارتوں کے لئے جایا کرتے تھے اور اپنے اصحاب کو بھی اس عمل کی ترغیب دلاتے تھے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت زیارت کے لئے جایا کرو تو اس طرح کہا کرو:

”الْسَّلَامُ عَلَیْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ وَيَرْحَمُ اللَّهُ الْمُسْتَفْدِمِينَ مِنَّا وَمِنْكُمْ وَالْمُسْتَخْرِينَ وَنَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمْ الْعَافِيَةَ، اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُمْ وَاعْفُ رَنَا وَلَهُمْ“

”سلام ہو تم پر اے مسلمین و مومنین، اور انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملحق ہونے والے ہیں، خدا رحمت کرے ان لوگوں پر جو اس دیار میں ہم سے پہلے آئے یا بعد میں آئیں گے، میں اپنے لئے اور تمہارے لئے خداوند عالم سے عافیت کا طلبگار ہوں، بارالہا! ہم پر اجر ثواب کو حرام نہ کر، اور ہمیں اور ان لوگوں کو بخش دے۔“

قارئین کرام! جب عام مومنین کی قبروں کی زیارت جائز ہو تو پھر انبیاء، پیغمبروں اور صالحین کی قبور کی زیارت کا ثواب تو اور بھی زیادہ ہوگا، لیکن اس سلسلہ میں ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ کا دوسرے انبیاء سے یہ فرق ہے کہ آپ کے اوپر ہر نماز میں صلوات اور سلام بھیجنا ضروری ہے، اسی طرح اذان اور مسجد میں داخل ہوتے وقت کی دعا یہاں تک کہ کسی بھی مسجد میں داخل ہونے کی دعا اور مسجد سے باہر نکلتے وقت آپ پر سلام بھیجا جاتا ہے، اسی وجہ سے امام مالک نے کہا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قبر کی زیارت کی ہے تو اس کا یہ کہنا مکروہ ہے، اور قبور کی زیارت سے مراد صاحب قبر پر سلام و دعا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر یہ سلام و دعا، کامل ترین انداز میں، نماز اذان اور دعا کے وقت درود و سلام بھیجنا ہے،^۲ اور اسی لئے کبھی یہ اتفاق نہیں ہوا کہ اصحاب پیغمبر آنحضرت (ص) کی قبر مطہر کے نزدیک نہیں گئے، اور کبھی انہوں نے حجرے کے اندر سے یا حجرے کے باہر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قبر کی زیارت نہیں کی، لہذا اگر کوئی شخص فقط آنحضرت کی قبر کی زیارت کی وجہ سے سفر کرے اور اس کا قصد مسجد النبی میں نماز پڑھنا نہ ہو، تو ایسا شخص بدعتی اور گمراہ ہے۔^۳

ابن تیمیہ نے اس سلسلہ میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قبر کی زیارت کے لئے سفر کرنے والوں کے لئے، چند قول نقل کئے ہیں کہ چونکہ یہ سفر، سفر معصیت ہے لہذا کیا نماز پوری ہوگی یا قصر۔^۴ ابن بطوطہ کے قول کے مطابق ابن تیمیہ قائل تھا کہ چونکہ یہ سفر، سفر معصیت ہے لہذا کیا نماز پوری پڑھنا

ضروری ہے؟ ۵

اسی طرح ابن تیمیہ کہتا ہے: مسلمانوں کے ائمہ اربعہ نے خلیل خدا جناب ابراہیم کی قبر اور دیگر انبیاء کی قبروں کی صرف زیارتوں کے لئے سفر کرنے کو مستحب نہیں جانا ہے، لہذا اگر کوئی شخص ایسے سفر کے لئے نذر کرے تو اس نذر پر عمل کرنا واجب نہیں ہے۔ ۶

اس کے بعد زیارت کے طریقہ کے بارے میں کہتا ہے کہ اگر زیارت سے کسی کا مقصد صاحب قبر کے لئے دعا کرنا ہو تو اس کی یہ زیارت صحیح ہے لیکن اگر کوئی کام حرام ہو جیسے (صاحب قبر کو) خدا کا شریک قرار دینا، (گویا ابن تیمیہ کی نظر میں صاحب قبر سے استغاثہ کرنا اور اس کو شفیع قرار دینا شرک کا باعث ہے) یا اگر کوئی کسی کی قبر پر جاکر روئے، نوحہ خوانی کرے یا بے ہودہ باتیں کہے تو اس کی یہ زیارت باتفاق علماء حرام ہے، لیکن اگر کوئی شخص کسی رشتہ دار اور دوستوں کی قبر پر جاکر ازروئے غم آنسو بھائے تو اس کا یہ کام مباح ہے البتہ اس شرط کے ساتھ کہ اس گریہ کے ساتھ ندبہ او رنوحہ خوانی نہ ہو۔ ۷ اسی طرح مردوں کے لئے زیارت کرنا مباح ہے، البتہ عورتوں کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ قبور کی زیارت کرسکتی ہیں یا نہیں؟ ۸ البتہ ابن تیمیہ صاحب کفار کی قبور کی زیارت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان کی زیارت کرنا جائز ہے تاکہ انسان کو آخرت کی یاد آئے، لیکن جب کفار کی قبور کو دیکھنے کے لئے جائے تو ان کے لئے خدا سے استغفار کرنا جائز نہیں ہے۔ ۹

اسی طرح ابن تیمیہ صاحب کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ قبور کے نزدیک نماز پڑھنا یا قبروں پر بیٹھنا (یا ان کے برابر بیٹھنا) اور قبروں کی زیارت کو عید قرار دینا یعنی کئی لوگوں کا ایک ساتھ مل کر زیارت کے لئے جانا جائز نہیں ہے، ۱۰ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قبر کے پاس آنحضرت پر صلوات اور سلام بھیجنا ناجائز ہے کیونکہ یہ کام گویا آنحضرت کی قبر پر عید منانا ہے۔ ۱۱ یہی نہیں بلکہ جناب کا عقیدہ تو یہ بھی ہے کہ وہ احادیث جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت کے بارے میں وارد ہوئی ہیں وہ تمام علمائے حدیث کی نظر میں ضعیف بلکہ جعلی ہیں، اسی طرح موصوف فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قبر مبارک پر ہاتھ رکھنا یا قبر کو بوسہ دینا جائز نہیں ہے اور مخالف توحید ہے، ۱۲ اور اسلامی نظریہ کے مطابق کوئی ایسی قبر یا روضہ نہیں ہے جس کی زیارت کے لئے جایا جائے، اور قبور کی زیارت کا مسئلہ تیسری صدی کے بعد پیدا ہوا ہے یعنی اس سے قبل زیارت قبور کا مسئلہ موجود نہیں تھا۔ ۱۳

سب سے پہلے جن لوگوں نے زیارت کے مسئلہ کو پیش کیا اور اس سلسلہ میں حدیثیں گڑھیں، وہ اہل بدعت اور رافضی لوگ ہیں جنہوں نے مسجدوں کو بند کرکے روضوں کی تعظیم کرنا شروع کردی، چنانچہ روضوں پر شرک، جھوٹ اور بدعت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ۱۴

جب ابن تیمیہ سے زیارت کے بارے میں سوال کیا گیا اور اس کے جواب کو شام کے قاضی شافعی نے دیکھا تو اس نے اسی جواب کے نیچے لکھا کہ میں نے ابن تیمیہ کے جواب اور سوال میں مقابلہ کیا اور وہ چیز جو ابن تیمیہ اور ہمارے درمیان اختلاف کا باعث بنتی ہے وہ یہ ہے کہ اس نے انبیاء کرام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قبور کی زیارت کو معصیت او رگناہ کہا ہے۔

لیکن ابن کثیر نے اس مطلب کو ذکر کرنے کے بعد کہا کہ ابن تیمیہ کی طرف اس مذکورہ بات کی نسبت دینا صحیح نہیں ہے (یعنی اس نے زیارت کو معصیت قرار نہیں دیا)، ابن کثیر صاحب جو ابن تیمیہ کے مشہور و معروف طرفدار مانے جاتے ہیں مسئلہ زیارت میں ابن تیمیہ کے نظریہ کی توجیہ اور تصحیح کرتے ہیں۔ ۱۵

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ائمہ علیہم السلام کی قبروں کی زیارت کے بارے میں وضاحت

ابن تیمیہ اپنے نظریات میں عام طور پر تمام قبور اور خاص طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قبر کی زیارت کے مسئلہ میں بہت زیادہ ہٹ دھرمی سے کام لیتا ہے، اسی وجہ سے اپنی دو کتابوں ”الجواب الباہر“ اور ”الرد علی الاخوانی“ میں جب بھی اس طرح کے مسئلہ کو بیان کرتا ہے اور کسی مدرک اور سند کو ذکر کرتا ہے تو اس کو کئی کئی بار اور مختلف انداز سے تکرار کرنے کی کوشش کرتا ہے، اور وہ احادیث جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قبر کی زیارت کو مستحب قرار دیتی ہیں ان کو ضعیف اور جعلی بتاتا ہے، ان احادیث میں سے جن کو اہل سنت نے مختلف طریقوں سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے نقل کیا ہے منجملہ وہ حدیث جس میں آنحضرت نے فرمایا: ”مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي“ (جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس کی شفاعت مجھ پر واجب ہے)، اس حدیث کو صحیح نہیں مانتا، جبکہ زیارت سے متعلق احادیث صحاح ستہ اور اہل سنت کی معتبر کتابوں میں موجود ہیں اور مختلف طریقوں سے نقل کی گئی ہیں اور بہت سے علماء نے ان کو صحیح شمار کیا ہے اور ان احادیث کے مضامین پر عمل بھی کیا ہے ۱۶

ہم یہاں پر ان احادیث کے چند نمونے بیان کرنا مناسب سمجھتے ہیں:

امام مالک (مالکی مذهب کے امام) اپنی کتاب ”موطاء“ میں عبد اللہ ابن دینار سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر جب بھی کسی سفر پر جاتے تھے یا سفر سے واپس آتے تھے تو آنحضرت (ص) کی قبر پر حاضر ہوتے تھے اور وہاں نماز پڑھتے تھے اور آپ پر درود وسلام بھیجتے تھے اور دعا کرتے تھے، اسی طرح محمد (ابن عمر) نے کہا: اگر کوئی مدینہ میں آتا ہے تو اس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس حاضر ہونا ضروری ہے۔ ۱۷

ابو ہریرہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ خدا نے مجھے اپنی والدہ گرامی کی قبر کی زیارت کرنے کی اجازت عطا فرمائی ہے، ۱۸

اسی طرح ابوبکر نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کی ہے جو شخص جمعہ کے دن اپنے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کی زیارت کرے اور ان کی قبر کے پاس سورہ یس پڑھے تو خدا اس کو بخش دیتا ہے۔ ۱۹

اسی طرح عبد اللہ بن ابی ملیکہ کی روایت ہے کہ اس نے کہا: میں نے دیکھا کہ ایک روز جناب عائشہ قبرستان سے واپس آرہی ہیں تو میں نے ان سے عرض کیا اے ام المؤمنین! کیا پیغمبر اکرم نے قبور کی زیارت سے منع نہیں فرمایا تھا؟! تو انھوں نے جواب دیا کہ ٹھیک ہے پہلے ایسا ہی حکم کیا تھا لیکن بعد میں خود انھوں نے حکم فرمایا کہ قبروں کی زیارت کے لئے جایا کرو۔ ۲۰

اسی طرح پیغمبر اکرم (ص) کی ایک دوسری حدیث جس میں آپ نے فرمایا: جو شخص میری زیارت کے لئے آئے اور اس کے علاوہ اور کوئی دوسرا قصد نہ رکھتا ہو، تو مجھ پر لازم ہے کہ میں روز قیامت اس کی شفاعت کروں۔ ۲۱

جناب سمہودی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قبر کی زیارت کے بارے میں ۱۷ حدیثیں سند کے ساتھ ذکر کی ہیں، جن میں سے بعض کو ہم زیارت کے بارے میں وہابیوں کے عقیدہ کے بیان کریں گے۔

اسی طرح سمہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت کے آداب کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے:

ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن الحسین السامری حنبلی نے، اپنی کتاب ”المُسْتَوْعِب“ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قبر کی زیارت کے سلسلہ میں آداب زیارت کے باب میں لکھا ہے کہ جب زائر قبر کی دیوار کی طرف آئے تو گوشہ میں کھڑا ہو جائے اور قبر کی طرف رخ یعنی پشت بقبلہ اس طرح کھڑا ہو کہ منبر اس کی بائیں طرف ہو، اور اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر سلام و دعا کی کیفیت بیان کی ہے، اور اس دعا کو ذکر کیا ہے:

”اللَّهُمَّ إِنَّكَ قُلْتَ فِي كِتَابِكَ لِنَبِيِّكَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: > وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا. < وَإِنِّي قَدْ آتَيْتُ نَبِيَّكَ مُسْتَغْفِرًا وَأَسْأَلُكَ أَنْ تُوجِبَ لِي الْمَغْفِرَةَ كَمَا أَوْجَبْتَهَا لِمَنْ آتَاهُ فِي حَيَاتِهِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ“۔

”خداوند! تو نے اپنی کتاب میں اپنے پیغمبر (ص) کے لئے فرمایا ہے:، میں اپنے گناہوں کی بخشش کے لئے تیرے نبی کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا ہوں، اور تجھ سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں اور امید ہے کہ تو مجھے معاف کر دے گا، جس طرح لوگ تیرے نبی کی حیات میں ان کے پاس آتے تھے اور تو ان کو معاف کر دیتا تھا، اے خدائے مہربان میں تیرے نبی کے وسیلہ سے تیری بارگاہ میں ملتمس ہوتا ہوں۔“

حنفی عالم دین ابومنصور کرمانی کہتے ہیں کہ اگر کوئی تم سے آکر یہ کہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک میرا سلام پہنچا دینا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس طرح کہنا کہ آپ پر سلام ہو فلاں فلاں شخص کا، اور انہوں نے آپ کو خدا کی بارگاہ میں شفیع قرار دیا ہے تاکہ آپ کے ذریعہ خداوند عالم کی مغفرت اور رحمت ان کے شامل حال ہو، اور آپ ان کی شفاعت فرمائیں۔

سمہودی مذاہب اسلامی کے معتبر اور قابل اعتماد علماء میں سے ہیں، انہوں نے اپنی کتاب کے تقریباً ۵۰ صفحے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قبر مطہر کی زیارت اور اس کے آداب اور قبر مطہر سے توسل سے مخصوص کئے ہیں، اور متعدد ایسے واقعات بیان کئے ہیں کہ لوگ مشکلات اور بلا میں گرفتار ہوئے اور آپ کی قبر مطہر پر جاکر نجات مل گئی۔ ۲۲

مرحوم علامہ امینی نے زیارت قبر پیغمبر (ص) کی فضیلت اور استحباب کے بارے میں جہاں اہل سنت سے بہت سی روایات نقل کی ہیں وہیں تقریباً چالیس سے زیادہ مذاہب اربعہ کے بزرگوں کے قول بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت کے بارے میں نقل کئے ہیں۔ ۲۳

قارئین کرام! یہاں پر مناسب ہے کہ محمد ابوزہرہ عصر جدید کے مصری مؤلف کا قول نقل کیا جائے، وہ کہتے ہیں: ابن تیمیہ نے اس سلسلہ (زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) میں تمام مسلمانوں سے مخالفت کی ہے بلکہ جنگ کی ہے۔

روضہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت، دراصل پیغمبر کی عظمت، آپ کے جہاد، مقام توحید کی عظمت کو بلند کرنے میں کوشش اور شرک اور بت پرستی کی نابودی کی کوششوں کی یاد دلاتی ہے، خود ابن تیمیہ روایت کرتے ہیں کہ سلف صالح جب آپ کے روضہ کے قریب سے گذرتے تھے تو آپ کو سلام کرتے نافع، غلام اور راوی عبد اللہ ابن عمر سے مروی ہے کہ عبد اللہ ابن عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قبر پر سلام کرتے تھے اور میں نے سیکڑوں بار ان کو قبر منور پر آتے دیکھا اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ اپنے ہاتھ کو منبر رسول سے مس کرتے ہیں، وہ منبر جس پر آنحضرت (ص) بیٹھا کرتے تھے، پھر وہ اپنے ہاتھ کو اپنے منہ

پر پھیر لیا کرتے تھے، اسی طرح ائمہ اربعہ جب بھی مدینہ آتے تھے تو آنحضرت کی قبر کی زیارت کیا کرتے تھے۔

۲۴

عمومی طور پر دوسری قبروں کی زیارت کے بارے میں ابن ماجہ نے روایت نقل کی ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

”زُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تَذَكِّرُكُمُ الْآخِرَةَ“۔

”قبروں کی زیارت کے لئے جایا کرو کیونکہ قبروں کی زیارت تمہیں آخرت کی یاد دلائے گی۔“

اسی طرح جناب عائشہ کی روایت کے مطابق پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قبروں کی زیارت کی اجازت عطا فرمائی ہے۔ ۲۵

ابن مسعود سے منقول ایک اور روایت میں ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ، فَرُزُّوْهَا فَإِنَّهَا تُزْهِدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْآخِرَةَ“۔

”پہلے میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا لیکن (اب اجازت دیتا ہوں کہ) قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ قبروں کی زیارت دنیا میں زہد پیدا کرے گی اور آخرت کی یاد دلائے گی۔“

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ایک اور روایت ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ قبروں کی زیارت تمہیں موت کی یاد دلاتی ہے۔ ۲۶

سُخَاوِی کہتے ہیں کہ آنحضرت خود بھی زیارت قبور کے لئے جاتے تھے اور اپنی امت کے لئے بھی اجازت دی کہ وہ بھی زیارت کے لئے جایا کریں، جبکہ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قبور کی زیارت سے منع فرمایا تھا۔

قبروں کی زیارت کرنا ایک سنت ہے اور جو شخص بھی زیارت کرتا ہے اس کو ثواب ملتا ہے البتہ زائر کو حق بات کے علاوہ کوئی بات زبان پر جاری نہیں کرنا چاہئے، اور قبروں کے اوپر نہیں بیٹھنا چاہئے، اور ان کو بے اہمیت قرار نہیں دینا چاہئے اور ان کو اپنا قبلہ بھی قرار نہیں دینا چاہئے۔

چنانچہ روایت میوارد ہوا ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی والدہ گرامی اور عثمان بن مظعون کی قبروں کی زیارت کی اور عثمان بن مظعون کی قبر پر ایک نشانی بنائی تاکہ دوسری قبروں سے مل نہ جائے۔

اس کے بعد سُخَاوِی کہتے ہیں کہ مردوں کے لئے قبور کی زیارت کے مستحب ہونے پر دلیل اجماع ہے جس کو عَبْدَرِی نے نقل کیا ہے اور نُوَوِی شارح صحیح مسلم نے کہا ہے کہ یہ قول تمام علمائے کرام کا ہے۔ ابن عبد البر اپنی کتاب ”استذکار“ میں ابوہریرہ کی حدیث پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے نقل کرتے ہوئے اس طرح کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جس وقت قبرستان میں جاتے تھے، تو اس طرح فرماتے تھے:

”الْسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ، نَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمْ الْعَافِيَةَ“۔

اس حدیث کے مضمون کے مطابق قبروں پر جانے اور ان کی زیارت کرنے کے سلسلہ میں علما کا اجماع و اتفاق ہے کہ مردوں کے لئے جائز ہے اور اس سلسلہ میں متعدد احادیث موجود ہیں۔

لیکن عورتوں کے سلسلہ میں خصوصی طور پر صحیح بخاری میں نقل ہوا ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک عورت کو دیکھا کہ ایک قبر کے پاس بیٹھی گریہ کر رہی ہے تو آپ نے اس سے فرمایا کہ اے کنیز خدا پرہیزگار رہو اور صبر کرو، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس عورت کو منع نہیں کیا کیونکہ

اگر عورتوں کا قبور کی زیارت کرنا اور وہاں پر گریہ کرنا حرام ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس کو منع فرماتے۔ ۲۷

اسی طرح زیارت کے بارے میں ایک حدیث جلال الدین سیوطی نے بیہقی سے نقل کی اور انہوں نے ابوہریرہ سے نقل کی ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے شہدائے احد کے بارے میں خاص طور پر فرمایا :
”أَشْهَدُ أَنَّ هَؤُلَاءِ شُهِدُوا عِنْدَ اللَّهِ فَاتُوهُمْ وَزُورُوهُمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُسَلَّمُ عَلَيْهِمْ أَحَدٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا رَدُّوا عَلَيْهِ“

”میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ حضرات خدا کی بارگاہ میں شہید ہیں، ان کی قبروں پر جاؤ اور ان کی زیارت کرو، قسم اس خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، تا روز قیامت اگر کوئی شخص ان کو سلام کرے گا تو یہ ضرور اس کا جواب دیں گے“

اسی طرح وہ روایت جس کو حاکم نے صحیح مانا ہے اور اس کو بیہقی نے بھی نقل کیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شہدائے احد کی قبر کی زیارت کے لئے جاتے تھے تو کہتے تھے:

”اللَّهُمَّ إِنَّ عَبْدَكَ وَنَبِيَّكَ يَشْهَدُ أَنَّ هَؤُلَاءِ شُهِدَاءُ وَإِنَّهُ مَنْ زَارَهُمْ أَوْ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ رَدُّوا عَلَيْهِ“

”خداوند! تیرا بندہ اور تیرا نبی گواہی دیتا ہے کہ یہ شہداء راہ حق ہیں، اور اگر کوئی ان کی زیارت کرے یا (آج سے) قیامت تک ان پر سلام بھیجے تو یہ حضرات اس کے سلام کا جواب دیں گے۔ ۲۸

واقعی کہتے ہیں: پیغمبر اکرم: صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہر سال شہداء احد کی زیارت کے لئے جایا کرتے تھے اور جب اس وادی میں پہنچتے تھے تو بلند آواز میں فرماتے تھے:

”الْسَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ“۔

”سلام ہو تم پر اس چیز کے بدلے جس پر تم نے صبر کیا اور تمہاری کیا بہترین آخرت ہے۔“

ابوبکر، عمر اور عثمان بھی سال میں ایک مرتبہ شہداء احد کی زیارت کے لئے جایا کرتے تھے، اور جناب فاطمہ دختر نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دو تین دن میں ایک دفعہ احد جایا کرتی تھیں اور وہاں جاکر گریہ وزاری اور دعا کرتی تھیں۔

اسی طرح سعد بن ابی وقاص بھی قبرستان میں پیچھے کی طرف سے داخل ہوتے اور تین بار سلام کرتے تھے۔ واقعی کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ جو کہ شہداء احد میں سے ہیں، کے پاس سے گزرے تو ٹھہر گئے ان کے لئے دعا کی اور یہ آیت شریفہ پڑھی:

> رَجُلًا صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا . < ۲۹

”مومنین میں سے ایسے بھی مرد میدان ہیں جنہوں نے اللہ سے کئے وعدہ کو سچ کر دکھایا، ان میں سے بعض اپنا وقت پورا کرچکے ہیں اور بعض اپنے وقت کا انتظار کر رہے ہیں، اور ان لوگوں نے اپنی بات میں کوئی تبدیلی نہیں کی ہے۔“

اس کے بعد فرمایا: میں خدا کے حضور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ لوگ خدا کی بارگاہ میں شہید ہیں، ان کی قبور کی زیارت کے لئے جایا کرو اور ان پر درود و سلام بھیجا کرو، کیونکہ وہ (بھی) سلام کا جواب دیتے ہیں۔ اس کے بعد واقعی نے ان اصحاب کے نام شمار کئے ہیں جو شہداء احد کی زیارت کے لئے جایا کرتے تھے نیز ان کی زیارت کی کیفیت اور طریقہ بھی بیان کیا ہے۔ ۳۰

اب رہا شیعوں کے یہاں مسجدوں کو تعطیل کرنے کا مسئلہ تو ہم اس سلسلہ میں یہ کہیں گے کہ یہ بھی ان تہمتوں میں سے ہے جو قدیم زمانہ سے چلی آرہی ہے اور اس کی اصل وجہ بھی شیعوں سے دشمنی اور

بغض و عناد ہے، چنانچہ بعض مؤلفین نے اپنی اپنی کتابوں میں اسے بغیر کسی تحقیق کے بیان کر دیا، اور شیعوں سے بد ظنی کی بنا پر اس نظریہ کو اپنی کتابوں میں بھی داخل کر دیا، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ شروع ہی سے شیعوں کی مساجد سب سے زیادہ آباد اور پر رونق رہی ہیں جیسا کہ کتاب تاریخ مذہبی قم کے مؤلف نے بھی بیان کیا ہے، آج بھی دنیا کی سب سے بہترین، خوبصورت اور قدیمی ترین مساجد کو ایران میں دیکھا جاسکتا ہے، جو گذشتہ صدیوں سے اسی طرح با عظمت باقی ہیں۔

اور یہ مسجدیجونماز جماعت کے وقت بھر جاتی ہیں اس کی داستانیں زبان زد خاص و عام ہیں، اس وقت شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں ایسی ہزاروں مسجدیں ہیں جن میں بہترین فرش وغیرہ موجود ہیں۔ جب بھی کوئی مسافر ایران آتا ہے تو وہ ایران کے پایہٴ تخت ”تہران“ میں ضرور جاتا ہوگا تہران میں سیکڑوں مسجدیں ہیں جن میں بہترین وسائل اور کتابخانے ہیں۔ یہ مسجدیکسی بھی وقت نمازیوں سے خالی نہیں ہوتیں اور ان سب میں وقت پر نماز جماعت قائم ہوتی ہے، اور تہران کے علاوہ بھی دوسرے شہروں مثلاً مشهد، قم، اصفہان، شیراز وغیرہ میں کسی بھی جگہ دیکھ لیں کہیں پر بھی مسجدیمعطل نہیں ہوئی ہیں بلکہ اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ بھری ہوئی ہیں، اور تمام مساجد میں نماز جماعت قائم ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ چاہے ایران میں جو شیعہ کا مرکز ہے یا دوسرے علاقوں میں کوئی بھی زمانہ ایسا نہیں گذرا جہاں پر مسجد غیر آباد ہو، اور شیعہ مسجدوں کی رونق دوسرے فرقوں سے کم رہی ہو۔

قبر کے نزدیک نماز پڑھنا

صحیح مسلم میں قبر کے نزدیک آنحضرت (ص) کے نماز پڑھنے کے بارے میں بہت سی روایات بیان ہوئی ہیں۔

۳۱

ابن اثیر اس حدیث ”نہی عَنِ الصَّلَاةِ فِي الْمَقْبَرَةِ“ کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ مقبروں میں نماز کو ممنوع قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ مقبروں کی مٹی، خون اور مردوں کی نجاست سے مخلوط ہوتی ہے لیکن اگر کسی پاک قبرستان میں نماز پڑھی جائے تو صحیح ہے، اس کے بعد ابن اثیر کہتے ہیں کہ ”لاتجعلوا بیوتکم مقابر“ (یعنی اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ) گذشتہ حدیث کی ہی طرح ہے یعنی تمہارے گھر نماز نہ پڑھے جانے میں قبرستان کی طرح نہ ہوجائیں، کیونکہ جو مرجاتا ہے وہ پھر نماز نہیں پڑھتا، چنانچہ مذکورہ معنی پر درج ذیل حدیث دلالت کرتی ہے: ”إِجْعَلُوا مِنْ صَلَاتِكُمْ فِي بُيُوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوا قُبُورًا“ (اپنے گھروں کو قبرستان کی طرح قرار نہ دو کہ کبھی اس میں نماز نہ پڑھو بلکہ کچھ نمازیں گھروں میں بھی پڑھا کرو) بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اپنے گھروں کو قبرستان قرار نہ دو کہ اس میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، لیکن پہلے والے معنی بہتر ہیں۔ ۳۲

شوکانی نے خطابی کی کتاب ”معالم السنن“ کے حوالہ سے مقبروں میں نماز پڑھنے کو جائز قرار دیا ہے اسی طرح اس نے حسن (حسن بصری) سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے مقبرہ میں نماز پڑھی، اور یہ بھی کہا کہ رافعی و ثوری (سفیان ثوری) اور اوزاعی اور ابوحنیفہ قبرستان میں نماز پڑھنے کو مکروہ جانتے تھے لیکن امام مالک نے قبرستان میں نماز پڑھنے کو جائز قرار دیا ہے۔

امام مالک کے بعض اصحاب نے یہ دلیل پیش کی کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک سیاہ اور

فقیر عورت کی قبر کے نزدیک نماز پڑھی ہے، ۳۳ مالک کی روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک غریب عورت بیمار ہوئی، اس وقت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا جب یہ مرجائے تو مجھے خبر کرنا، لیکن چونکہ اس کو رات میں موت آئی تو آپ کو خبر نہیں کی گئی اور اس عورت کو رات ہی میں دفن کردیا گیا، جب دوسرا روز ہوا تو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس کی قبر پر گئے اور راس پر نماز پڑھی اور چار تکبیریں کھیں۔ ۳۴

ندبہ اور نوحہ خوانی کے بارے میں وضاحت

ابن تیمیہ نے میت پر، نوحہ خوانی اور گریہ کرنے کو ممنوع قرار دیا ہے، اور وہابی حضرات بھی اس طرح کے کاموں کو گناہان کبیرہ میں شمار کرتے ہیں۔ ۳۵

جبکہ احمد ابن حنبل اور بخاری کی روایت کے مطابق جب عمر کو ضربت لگی تو ضہیب (غلام عمر) نے چلانا شروع کیا: ”وااِخاه، وا صاحباه“ اس وقت جناب عمر نے کہا کہ کیا تم نے نہیسنہ کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر میت پر گریہ کیا جائے تو اس گریہ کی وجہ سے اس پر عذاب ہوتا ہے؟!

جناب ابن عباس کہتے ہیں کہ جب عمر کا انتقال ہوا، تو میں نے اس بات کو جناب عائشہ کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے فرمایا: بخدا جناب رسول خدا نے کبھی اس طرح کی کوئی بات نہیں کہی ہے بلکہ انہوں نے تو یہ فرمایا ہے کہ اگر کفار پر اس کے اہل خانہ گریہ کریں تو اس کے عذاب میں اضافہ ہوتا ہے۔ ۳۶

اسی طرح میت پر رونے اور گریہ کرنے کے جائز ہونے پر صاحب ”منتقى الاخبار“ نے انس بن مالک سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب رسول گرامی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا انتقال ہوا تو حضرت فاطمہ زہرا (ع) نے فرمایا: ”يَا أَبَتَاهُ، أَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ، يَا أَبَتَاهُ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَاوَاهُ، يَا أَبَتَاهُ إِلَى جِبْرِيلَ نُنْعَاهُ“۔

”اے میرے پدر محترم آپ نے دعوت حق پر لبیک کہی اور جنت الفردوس کو اپنا مقام بنالیا، اور جناب جبرئیل نے آپ کی وفات کی خبر سنائی۔“

اسی طرح انس سے ایک دوسری روایت کے مطابق جب جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی روح جسم سے پرواز کر گئی تو جناب ابوبکر حجرے میں تشریف لائے اور اپنے منہ کو آنحضرت کی دونوں آنکھوں کے پیچ رکھا اور آنحضرت کے دونوں رخساروں پر اپنے دونوں ہاتھوں کو رکھا اور کہا: ”وانبياه وا خليلاه وا صفياه“ اس روایت کو احمد ابن حنبل نے بھی نقل کیا ہے۔ ۳۷

یہی نہیں بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھی متعدد بار اپنے رشتہ داروں اور اصحاب کے انتقال پر گریہ فرمایا ہے، جیسا کہ انس بن مالک نے روایت کی ہے کہ جب آپ کی ایک بیٹی اس دنیا سے چلی گئی تو آپ اس کی قبر پر بیٹھ گئے درحالیکہ آپ کی چشم مبارک سے آنسو بہہ رہے تھے، اور ایک مقام پر جب آپ کی بیٹی کا ایک بیٹا مرنے کے نزدیک تھا تو آپ نے گریہ شروع کیا۔ ۳۸

اسی طرح جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جنگ احد میں اپنے چچا حمزہ کو شہید پایا تو گریہ کیا اور جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ جناب حمزہ کو مُثلہ کردیا گیا (یعنی آپ کے ناک و کان اور دوسرے اعضاء کاٹ لئے گئے) تو آپ چیخیں مار مار کر روئے۔ ۳۹

اور جب جناب حمزہ کی شہادت واقع ہوئی اور جناب صفیہ دختر عبد المطلب نے جناب حمزہ کے لاشہ کو تلاش کرنا شروع کیا تو انصار نے آپ کو روکا، اس وقت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ان کو آزاد چھوڑ دو، جب جناب صفیہ نے اپنے بھائی کی لاش پائی تو رونا شروع کیا، جس وقت آپ گریہ کرتی تھیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی گریہ کرتے تھے اور جب آپ چیخیں مارتی تھیں تو رسول گرامی بھی چیخیں مارتے تھے۔ ۲۰

جب جناب فاطمہ زہرا = جناب حمزہ کے اوپر گریہ کرتی تھیں تو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی گریہ کرتے تھے، اسی طرح جب جناب جعفر بن ابی طالب جنگ موتہ میں شہید ہوئے تو رسول گرامی جناب جعفر کی زوجہ اسماء بنت عمیس کے پاس گئے اور ان کو تعزیت پیش کی، اس موقع پر جناب فاطمہ زہرا = تشریف لائیں درحالیکہ آپ گریہ کر رہی تھیں اور کہتی جاتی تھیں: ”واعماہ“ (ہائے میرے چچا) اس موقع پر حضرت پیغمبر اسلام نے فرمایا کہ جعفر جیسے مرد پر گریہ کرنا چاہئے، ۲۱

مزید یہ کہ نافع نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جنگ احد سے واپس ہوئے تو انصار کی عورتیں اپنے شہید شوہروں پر گریہ کر رہی تھیں اس وقت پیغمبر نے فرمایا حمزہ پر کوئی گریہ کرنے والا نہیں ہے، یہ کہہ کر آپ سو گئے، جب بیدار ہوئے تو دیکھا کہ عورتیں یوں ہی گریہ کر رہی ہیں آپ نے فرمایا: ورتیں آج جو گریہ کریں تو حمزہ پر کریں۔ ۲۲

ابن ہشام او رطبری نے اس سلسلہ میں کہا ہے کہ جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بنی عبد الاشہل و ظفر کے گھروں میں سے ایک گھر کی طرف گذرے تو وہاں سے جنگ احد میں ہوئے شہیدوں پر رونے کی آوازیں سنائی دیں تو اس پر آنحضرت کی آنکھیں بھی آنسوؤں سے بھرائیں اور آپ گریہ کرتے ہوئے فرماتے تھے: جناب حمزہ پر کوئی رونے والا نہیں، یہ سن کر سعد بن مُعَاذ و اُسید بن حُصَیر بنی عبد الاشہل کے گھروں میں گئے اور اپنی اپنی عورتوں کو حکم دیا کہ جناب حمزہ پر بھی گریہ کریں۔

اسی طرح ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جنگ احد سے مدینہ واپس پہونچے، تو ”حَمَنَہ دختر جَحش“ راستہ میں ملی اور جب لوگوں نے اس کو اس کے بھائی عبد اللہ ابن جحش کی شہادت کی خبر سنائی تو اس نے کہا: اور اس کے لئے خداوند کریم کی بارگاہ میں طلب مغفرت کی، اس بعد کے اس نے اپنے ماموں حمزہ ابن عبد المطلب کی شہادت کی خبر سنی، اس نے پھر وہی آیت پڑھی اور ان کے لئے بھی استغفار کیا، لیکن جب اس کو اس کے شوہر مصعب بن عمیر کی شہادت کی خبر سنائی گئی تو اس نے چیخیں ماریں، اور جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حمنہ کو اپنے بھائی اور ماموں کی شہادت پر صبر اور اپنے شوہر کی شہادت پر نالہ و شیون کرتے دیکھا تو فرمایا: بیوی کی نظر میں شوہر کی اہمیت کچھ اور ہی ہوتی ہے۔ ۲۳

اور جب جناب ابوبکر اس دنیا سے گئے تو جناب عائشہ نے ابوبکر کے لئے نوحہ و گریہ کی مجلس رکھی جب جناب عمر نے عائشہ کو اس کام سے روکا، تو جناب عائشہ او ردیگر عورتوں نے اس بات کو نہ مانا، چنانچہ جناب عمر نے ابوبکر کی بہن ام فروہ کو چند تازیانے بھی مارے، اس کے بعد گریہ کرنے والی عورتیں وہاں سے مجبوراً اٹھ کر چلی گئیں۔ ۲۴

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی گفتگو اور عورتوں کا گریہ کرنا

واقعی کہتے ہیں کہ جنگ احد میں سعد بن ربیع شہید ہو گئے، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور وہاں سے ”حمراء الاسد“ گئے، جابر ابن عبد اللہ کہتے ہیں کہ ایک روز صبح کا وقت تھا میں آنحضرت کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا، چنانچہ جنگ احد میں مسلمانوں کے قتل و شہادت کی باتیں ہونے لگیں، منجملہ سعد بن ربیع کا ذکر آیا تو اس وقت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اٹھو! سعد کے گھر چلتے ہیں، جابر کہتے ہیں کہ ہم بیس افراد ہونگے جو آنحضرت کے ساتھ سعد کے گھر گئے وہاں پر بیٹھنے کے لئے کوئی فرش وغیرہ بھی نہ تھا چنانچہ سب لوگ زمین پر بیٹھ گئے اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سعد بن ربیع کا ذکر کیا اور ان کے لئے خدا سے طلب رحمت کی اور فرمایا کہ میں نے خود دیکھا ہے کہ اس روز سعد کے بدن کو نیزوں نے زخمی کر رکھا تھا، یہاں تک کہ ان کو شہادت مل گئی، جیسے ہی عورتوں نے یہ کلام سنا تو رونا شروع کر دیا، اس وقت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان عورتوں کو رونے سے منع نہیں فرمایا۔ ۴۵

اس سلسلہ میں شافعی کا نظریہ

کتاب ”الأم“ تالیف شافعی میں ”بکاء الحی علی المیت“ (زندہ کا میت پر گریہ کرنا) کے تحت اس طرح بیان ہوا ہے کہ جناب عبد اللہ ابن عمر کی طرف سے جناب عائشہ سے کہا گیا کہ کسی میت پر زندہ کا گریہ کرنا اس پر عذاب کا باعث ہوتا ہے، تو جناب عائشہ نے کہا کہ ابن عمر نے جھوٹ نہیں کہا لیکن اس سے غلطی، یا بھول چوک ہوئی ہے، (یعنی اصل حدیث یہ ہے کہ) پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے جب ایک یہودی عورت کا جنازہ آیا در حالیکہ اس کے رشتہ دار اس پر روتے جارہے تھے تو آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ رو رہے ہیں جبکہ ان کے رونے کی وجہ سے یہ قبر میں عذاب میں مبتلا ہے۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ جب جناب عمر کو ضربت لگی اور ان کا غلام صُہیب رونے لگا اور کہنے لگا: ”وا اخیاه وا صاحباه“ تو عمر نے اس سے کہا تو روتا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے میت پر اہل خانہ کا گریہ کرنا اس کے لئے عذاب کا باعث ہوتا ہے، جناب ابن عباس کہتے ہیں کہ جب عمر اس دنیا سے چلے گئے تو میں نے اس بات کو جناب عائشہ سے دریافت کیا۔ عائشہ نے کہا خدا کی قسم پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس طرح نہیں فرمایا بلکہ آپ نے یہ فرمایا ہے کہ کفار کی میت پر اس کے اہل خانہ کا گریہ اس کے عذاب کو زیادہ کردیتا ہے، اس کے بعد جناب عائشہ نے فرمایا کہ تمہارے لئے قرآن کافی ہے کہ جس میں ارشاد ہوتا ہے: 65 (اور کوئی نفس دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا) اس کے بعد جناب ابن عباس نے بھی کہا: ۴۶

شافعی نے مذکورہ مطالب کو ذکر کرنے کے بعد آیات و روایات کے ذریعہ مذکورہ روایت ”ان المیت لیعذب“ کے صحیح نہ ہونے کو ثابت کیا ہے۔ ۴۷

۱. الفتاویٰ الکبریٰ ج ۲ ص ۴۳۱۔
۲. الجواب الباہر ص ۱۲، ۱۵، ۲۲، ۲۵۔
۳. الجواب الباہر ص ۱۲، ۱۵، ۲۲، ۲۵۔
۴. الجواب الباہر ص ۱۲، ۱۵، ۲۲، ۲۵۔
۵. رحلہ ابن بطوطہ جلد اول ص ۵۸۔
۶. الفتاویٰ الکبریٰ ج ۲ ص ۲۱۹۔
۷. الجواب الباہر، ص ۲۵۔
۸. الرد علی الاخنائی ص ۲۳، شاید یہی وجہ رہی ہو کہ آج کل بقیع اور دوسرے قبرستانوں میں عورتوں کو جانے سے روکا جاتا ہے، صاحب فتح المجید کہتے ہیں (ص ۲۲۵) کہ عورتوں کے لئے قبور کی زیارت مستحب نہیں ہے محمد بن عبد الوہاب نے اپنی توحید نامی کتاب میں جناب ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے جو عورتیں قبور کی زیارت کے لئے جاتی ہیں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان پر لعنت کی ہے۔
۹. الجواب الباہر ص ۲۴، ۲۷، ۵۱۔
۱۰. الجواب الباہر ص ۲۴، ۲۷، ۵۱۔
۱۱. الجواب الباہر ص ۲۴، ۲۷، ۵۱۔
۱۲. کتاب الرد علی الاخنائی ص ۳۱، ۳۰۔
۱۳. کتاب الرد علی الاخنائی ص ۶۶۔
۱۴. کتاب الرد علی الاخنائی ص ۳۲۔
۱۵. البدایہ والنہایہ ج ۱۲ ص ۱۲۲۔
۱۶. ان میں سے احمد ابن حنبل کی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا: ”نہیتکم عن زیارة القبور فزوروها فان فی زیارتها عظة وعبرة“ (میں پہلے تم کو زیارت سے منع کرتا تھا لیکن اس وقت کہتا ہوں کہ قبروں کی زیارت کے لئے جایا کرو کیونکہ قبور کی زیارت سے انسان کو پند او رنصیحت حاصل ہوتی ہے) احمد ابن حنبل نے اس حدیث کو چند طریقوں سے نقل کیا، (مسند احمد ابن حنبل ج ۵ ص ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۹، اور دوسرے چند مقامات پر یہ حدیث نقل ہے)
۱۷. موطاء ص ۳۳۴، طبع دوم، مصر۔
۱۸. صحیح مسلم ج ۳ ص ۶۵، سنن ابی داود ج ۳ ص ۲۱۲۔
۱۹. شرح جامع صغیر، سیوطی ص ۲۹۸۔
۲۰. فتح المجید ص ۲۵۵۔
۲۱. شفاء الغرام ج ۲ ص ۳۹۷۔
۲۲. وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ ج ۲ ص ۱۳۷۱ سے ۱۴۲۲ تک۔
۲۳. الغدير ج ۵ ص ۱۰۹۔ اور اس کے بعد۔
۲۴. المذاهب الاسلامیہ ص ۳۲۳۔
۲۵. سنن ابن ماجہ جلد اول ص ۵۰۰۔

۲۶. سنن ابن ماجہ جلد اول ص ۵۰۱۔

۲۷. سخاوی حنفی، کتاب ”تحفة الاحباب“ ص ۴، ۵۔

۲۸. الخصائص الكبرى جلد اول ص ۵۴۶، ۵۴۷۔

۲۹. سورہ احزاب آیت ۲۲۔

۳۰. کتاب المغازی جلد اول ص ۳۱، ۳۱۳۔

۳۱. صحیح مسلم ج ۳ ص ۵۵، منجملہ یہ حدیث کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک میت کی قبر پر دفن ہونے کے بعد نماز پڑھی اور چار تکبیریں کھیں اور دوسری روایت کے مطابق: آنحضرت (ص) ایک تازہ قبر کے پاس پہنچے اور اس پر نماز پڑھی اور اصحاب نے بھی آپ کے پیچھے صف باندھ لی ۔

۳۲. النہایہ ج ۲ ص ۴ ۔

۳۳. نیل الاوطار جلد اول ص ۱۳۶۔

۳۴. موطاء ابن مالک ص ۱۱۲، ۱۱۳۔ اس حدیث کو بخاری نے بھی نقل کیا ہے ۔

۳۵. فتح المجید ص ۳۷۳۔

۳۶. مسند احمد، جلد اول ص ۴۱، ۴۲، مسند عمر، وصحیح بخاری ج ۲ ص ۷۹۔

۳۷. منتقى الاخبار، تالیف ابن تیمیہ حنبلی (ابن تیمیہ کے دادا) ہمراہ نیل الاوطار، شوکانی ج ۲ ص ۱۶۱۔

۳۸. صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۶۔

۳۹. ابن عبد البر، کتاب استیعاب جلد اول ص ۲۷۴۔

۴۰. مغازی واقدی جلد اول ص ۲۹۰، ”إِذَا بَكَتْ صَفِيَّةٌ يَبْكِي، وَإِذَا نَشَجَتْ يَنْشَجُ“

۴۱. استیعاب جلد اول ص ۲۱۲۔

۴۲. مسند احمد ابن حنبل ج ۲ ص ۴۰، نُؤیری کہتے ہیں کہ جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے انصار کو اپنے شہیدوں پر روتے دیکھا تو آپ نے بھی گریہ کیا اور کہا کہ جناب حمزہ پر کوئی رونے والی نہیں ہے (نہایہ الارب ج ۱ ص ۱۱۰)

۴۳. سيرة النبي ج ۳ ص ۵۰، تاریخ طبری جلد ۳ ص ۱۴۲۵، حدیث ۱۔

۴۴. تاریخ طبری ج ۲ ص ۲۱۳۱، ۲۱۳۲، (حلقہ اول)

۴۵. المغازی جلد اول ص ۳۲۹، ۳۳۰، دیار بکری کا بیان ہے کہ جناب حمزہ پر نوحہ و گریہ کے بعد سے پیغمبر

اکرم نے رونے سے منع کر دیا، دوسرے روز انصار کی عورتیں آپ کی خدمت میں آئیں اور کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ نے رونے سے منع فرمایا ہے جبکہ ہمیں اپنے مردوں پر رونے سے سکون و آرام کا احساس ہوتا ہے، تب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: جب تم نوحہ و گریہ کرو تو اپنے چہروں پر طمانچہ نہ مارو اور اپنے چہروں کو نہ نوچو اور اپنے سروں کو نہ منڈواؤ او اپنے گریبان چاک نہ کرو، (تاریخ الخمیس جلد اول ص ۲۲۴)

۴۶. سورہ انعام آیت ۱۶۲۔

۴۷. یہ جملہ سورہ والنجم آیت ۲۲ سے اقتباس ہے۔ ، اور یہ کہ اس نے ہنسایا بھی ہے اور رلایا بھی ہے)

۴۸. کتاب الأم شافعی ج ۸ ص ۵۳۷۔